روزنامہ (ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

قائم مقام ایڈیٹر: فخر الحق شمس

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 27 دسمبر 2010ء 20 محرم 1432 ہجری 27 فتح 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 262

افضل وجود

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا لوگوں میں سب سے افضل کون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے

(صحیح بخاری کتاب الجهاد باب افضل الناس حدیث نمبر 2579)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جب تک تم ایک وجود کی طرح بھائی بھائی نہ بن جاؤ گے اور آپس میں بمنزلہ اعضاء نہ ہو جاؤ گے تو فلاح نہ پاؤ گے۔ انسان کا جب بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں تو خدا سے بھی نہیں۔ بے شک خدا تعالیٰ کا حق بڑا ہے مگر اس بات کو پہچاننے کا آئینہ کہ خدا کا حق ادا کیا جا رہا ہے کہ مخلوق کا حق بھی ادا کر رہا ہے یا نہیں؟ جو شخص اپنے بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں رکھ سکتا وہ خدا سے بھی صاف نہیں رکھتا۔ یہ بات سہل نہیں یہ مشکل بات ہے۔ سچی محبت اور چیز ہے اور منافقانہ اور۔ دیکھو مومن کے مومن پر بڑے حقوق ہیں۔ جب وہ بیمار پڑے تو عیادت کو جائے اور جب مرے تو اس کے جنازہ پر جائے۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر جھگڑا نہ کرے بلکہ درگزر سے کام لے۔ خدا کا یہ منشاء نہیں کہ تم ایسے رہو۔ اگر سچی اخوت نہیں تو جماعت تباہ ہو جائے گی۔

(ملفوظات جلد پنجم حاشیہ ص 408)

مکرم شیخ عمر جاوید صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے

احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ 23 دسمبر 2010ء کو مکرم شیخ عمر جاوید صاحب آف مردان نامعلوم افراد کی فائرنگ سے راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ آپ اپنے والد مکرم شیخ جاوید احمد صاحب اور اپنے چچا زاد بھائی مکرم شیخ یاسر محمود صاحب ابن مکرم شیخ محمود احمد صاحب کے ہمراہ بذریعہ کار اپنی دکان سے شام تقریباً 6-45 بجے گھر واپس آ رہے تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار حملہ آوروں نے تعاقب کر کے فائرنگ کر دی۔ مکرم عمر جاوید صاحب عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے ان کو سر اور کمر پر گولیاں لگیں جس سے انہوں نے موقع پر ہی جاں جان آفریں کے سپرد کر دی۔ جبکہ اگلی سیٹ پر موجود مرحوم کے والد مکرم شیخ جاوید احمد صاحب کے بازو پر گولی لگی جس سے وہ زخمی ہو گئے اور ڈرائیو کرنے والے مکرم شیخ یاسر محمود صاحب کو شیشے کے ٹکڑے ہاتھ پر لگنے سے زخم آئے ہیں۔ دونوں زخمیوں کو ابتدائی علاج کے بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا ہے اور اب ان کی حالت بہتر ہے۔ گاڑی پر مجموعی طور پر 18/17 گولیوں کے نشانات ہیں۔ حملہ آور موقع سے فرار ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد وزیر اعلیٰ صوبہ خیبر پختونخواہ کے والد جناب محمد اعظم خان ہوتی بھی زخمیوں کی عیادت کیلئے ہسپتال آئے تھے۔ موصوف عیادت کے ساتھ ساتھ میڈیکل سٹاف کو ہدایات بھی دیتے رہے اور پھر بعد میں مکرم شیخ جاوید احمد صاحب کے گھر آ کر مرحوم کی تعزیت بھی کی۔

مکرم شیخ عمر جاوید صاحب کے پڑدادا حضرت شیخ نیاز دین صاحب نے 1907ء میں حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور رفیق ہونے کا شرف پایا تھا۔ جبکہ ان کے دادا مکرم شیخ نذیر احمد صاحب نے بعد میں 1932ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دست مبارک پر بیعت کی تھی یہ خاندان کوئٹہ کا رہنے والا تھا۔ 1935ء میں کوئٹہ میں زلزلہ کے بعد یہ خاندان ہجرت کر کے مردان آ گیا تھا اور مردان میں کاروبار شروع کر دیا۔

مرحوم کے چچا اور سسر مکرم شیخ محمود احمد صاحب سات بھائی تھے جبکہ ان کی چار بہنیں ہیں۔ دو بھائی مکرم شیخ جاوید احمد صاحب اور مکرم شیخ شبیر احمد صاحب حیات ہیں۔ مرحوم کے والد مکرم شیخ جاوید احمد صاحب بھی اس واقعہ میں زخمی ہوئے ہیں۔

ان کا گھر بیت الذکر مردان کے بالکل نزدیک ہے جس پر امسال رمضان المبارک میں خودکش حملہ ہوا تھا اور سانحہ میں مرحوم کے چچا زاد بھائی مکرم شیخ عامر رضا صاحب ابن مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے تھے۔ جبکہ بعد میں ان کے چچا مکرم شیخ محمود احمد صاحب 8 نومبر 2010ء کو راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے تھے۔

باقی صفحہ 7 پر

جلسہ سالانہ کے لئے سفر اختیار کرنے والے احباب کے لئے

سیدنا حضرت مسیح موعود کی پُرسوز جامع دعا

سیدنا حضرت مسیح موعود کی یہ دلی تڑپ تھی کہ احباب جلسہ سالانہ میں بکثرت شامل ہوا کریں۔ حضور نے ان تمام احباب کے لئے جو جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے۔ نہایت درد اور دلی سوز کے ساتھ نہایت جامع رنگ میں دعائیں کی ہیں۔ ان دعاؤں کا ایک حصہ درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احباب جماعت کو ان دعاؤں کا وارث اور اہل بنائے۔ آمین

"ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء)

جلسہ سالانہ قادیان سے حضور انور کا خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن سے جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 28 دسمبر 2010ء کو پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر 3:30 بجے اختتامی خطاب ارشاد فرمائیں گے۔ جو کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا جائے گا۔ احباب کرام نوٹ فرمالیں اور استفادہ فرمائیں۔

سیرۃ النبی ﷺ از شمائل الترمذی

خصوصاً واقفین نو کے لئے

قسط نمبر 18

رسول اللہ ﷺ کے

اخلاق کا بیان

خارجہ بن زیدؓ بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ چند لوگ حضرت زید بن ثابتؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سناؤ۔ انہوں نے کہا میں تمہیں کیا کیا بتاؤں۔ میں رسول اللہ ﷺ کا ہمسایہ تھا جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو مجھے بلا بھیجتے اور میں وہ آپؐ کے لئے لکھ دیتا۔ پھر جب ہم دنیوی امور کے متعلق گفتگو کرتے تو آپؐ ہمارے ساتھ اس کی باتیں کرتے۔ جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپؐ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر فرماتے اور جب ہم کھانے پینے کا ذکر کرتے تو آپؐ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر فرماتے۔ یہ سب کچھ جو میں تم سے بیان کر رہا ہوں یہ نبی کریم ﷺ کی باتیں ہیں۔

حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قوم کے بہت برے شخص کی طرف بھی توجہ فرماتے اور اُس سے گفتگو کرتے اور اس طرح اُن (لوگوں) کی تالیف قلب فرماتے اور میری طرف بھی رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوتے اور اپنی باتیں کرتے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ میں قوم کا بہترین فرد ہوں چنانچہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں بہتر ہوں یا ابوبکرؓ؟ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں افضل ہوں یا عمرؓ؟ آپؐ نے فرمایا: عمرؓ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ! کیا میں بہتر ہوں یا عثمانؓ؟ آپؐ نے فرمایا: عثمانؓ۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے سچ سچ فرما دیا اس پر میں نے چاہا کہ کاش میں نے یہ نہ پوچھا ہوتا۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی توفیق پائی آپؐ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا اور نہ ہی کسی کام کے کرنے پر فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی کام کے چھوڑنے پر فرمایا کہ تو نے اسے کیوں چھوڑا؟ اور رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اخلاق کے مالک تھے اور میں نے کوئی ریشم ملا کپڑا یا کوئی خالص ریشم یا کوئی بھی چیز ایسی نہیں چھوئی جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ ہی میں نے کبھی کوئی مُشک یا عطر سونگھا جو رسول اللہ ﷺ کے پسینے کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس کی چادر پر زرد رنگ کا نشان تھا۔ (حضرت انسؓ) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا یہ طریق تھا کہ آپؐ کسی شخص کے سامنے کوئی ایسی بات نہ فرماتے جو اس کو ناپسند ہوتی۔ پس جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا: تم اس کو کہہ دیتے کہ وہ یہ زردی چھوڑ دے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بدخلق تھے نہ بدگو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیتے بلکہ آپؐ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔ سوائے اس کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اور آپؐ نے کسی خادم کو نہیں مارا نہ ہی کسی عورت کو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پر کسی ہونے والے ظلم کا بدلہ لیتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی محارم کی کچھ ہتک نہ کی جاتی۔ جب اللہ تعالیٰ کی محارم کی ہتک کی جاتی تو آپ ﷺ اس بات پر سب لوگوں سے زیادہ غصّہ ہوتے اور آپؐ کو کسی دو باتوں میں اختیار نہیں دیا گیا مگر آپؐ اسے اختیار فرماتے جو ان میں زیادہ آسان ہوتی اگر اس میں گناہ کی بات نہ ہوتی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے (اندر آنے کی) اجازت طلب کی۔ میں آپؐ کے پاس تھی آپ ﷺ نے فرمایا یہ (اپنے) قبیلے کا بُرا شخص ہے پھر آپ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی اور اس کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگو فرمائی۔ جب وہ واپس چلا گیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ نے تو کچھ فرمایا تھا پھر آپؐ نے اس سے اس قدر نرمی سے بات کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! یقیناً لوگوں میں سے بدترین وہ شخص ہے جسے دوسرے لوگ اس کی بدگوئی سے بچنے کے لئے اُس سے قطع تعلق کریں۔

حضرت حسین بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کے اپنے ہم نشینوں سے طرز عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ آپؐ خوش خلق اور نرم مزاج تھے۔ نہ تند خو اور نہ ہی سخت دل تھے۔ نہ شور کرنے والے تھے نہ ہی بدگوئی کرنے والے نہ ہی عیب لگانے والے تھے اور نہ ہی بخیل و حریص تھے۔ جس چیز کی آپؐ کو رغبت ہوتی اس سے بھی تغافل فرماتے مگر (دوسروں کو) اس سے مایوس نہ کرتے اور نہ ہی اس کو اس سے محروم رکھتے۔ تین باتوں سے اپنے آپؐ کو بچا کر رکھتے۔ لڑائی جھگڑے سے اور تکبر سے اور جن باتوں سے آپؐ کا تعلق نہ ہوتا۔ اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا یعنی آپؐ کسی کی مذمت نہ فرماتے نہ ہی اس کے عیب نکالتے نہ اس کی پوشیدہ کمزوریوں کو تلاش کرتے آپؐ ایسی گفتگو فرماتے جس میں ثواب کی امید ہو۔ جب آپؐ گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس یوں خاموش ہو کر نگاہیں جھکا لیتے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ جب آپؐ خاموش ہوتے تو وہ گفتگو کرتے۔ آپؐ کے پاس وہ کسی بات پر آپس میں تکرار نہ کرتے اور جو کوئی بھی آپؐ کے سامنے بات کرتا تو باقی سب خاموش ہو جاتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات مکمل کر لیتا۔ آپؐ کی مجلس میں ہر ایک کی گفتگو اس طرح ہوتی جیسے پہلے شخص کی گفتگو ہو۔ (یعنی ہر شخص کو بات کرنے کا پورا موقعہ ملتا) آپؐ ان باتوں پر خوشی کا اظہار فرماتے جن پر صحابہؓ خوش ہوتے اور آپؐ پسند فرماتے جن کو وہ پسند فرماتے۔ آپؐ اجنبی شخص کے گفتگو اور سوال میں تلخی پر صبر فرماتے یہاں تک کہ آپؐ کے صحابہؓ ایسے لوگوں کے آنے کی تمنا کرتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے کہ جب تم کسی حاجت مند کو دیکھو کہ وہ سوال کر رہا ہے تو اس کی مدد کرو۔ آپؐ تعریف قبول نہ فرماتے سوائے اس کے جو (تعریف میں) مبالغہ آرائی نہ کرنے والا ہو اور آپؐ کسی کی بات نہ کاٹتے جب تک کہ وہ حد سے تجاوز نہ کرے تب منع کر کے اس بات سے روک دیتے یا اُٹھ کھڑے ہوتے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی کچھ طلب نہیں کیا گیا جس کے جواب میں آپؐ نے ”نہ“ فرمایا ہو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خیر اور بھلائی میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپؐ ماہ رمضان میں پہلے سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتا۔ اس میں جبرائیلؑ آپؐ کے پاس آتے اور آپؐ کو قرآن کا دور کراتے پس جب جبرائیل آپؐ سے ملاقات کرتے رسول اللہ ﷺ خیر خواہی میں تیز آندھی سے بھی زیادہ سخی ہوتے۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کل کے لئے کوئی چیز بچا نہ رکھتے تھے۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے کچھ مانگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس (اس وقت) تو کچھ نہیں ہے تم میرے نام سے (ضرورت کی چیز) خرید لو، جب میرے پاس کچھ آئے گا تو میں ادا کر دوں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ! آپؐ اُسے (پہلے) دے چکے ہیں اور جو آپؐ کی استطاعت میں نہیں اس کا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مکلّف نہیں ٹھہرایا۔ نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ کی بات ناپسند فرمائی تو انصارؓ میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ! آپؐ خرچ کریں اور خدائے ذوالعرش کی طرف سے فقر سے نہ ڈریں۔ انصاریؓ کی اس بات پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور خوشی آپؐ کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگی۔ پھر فرمایا اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

حضرت رُبَیّع بنت معوذؓ کہتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تازہ کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی نرم نرم ککڑیوں کی ایک طشتری لے کر حاضر ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے اپنی مٹھی بھر کر زیور اور سونا مجھے عطا فرمایا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تحفہ قبول فرما لیتے تھے اور (بڑھ کر) اس کا بدلہ عطا فرماتے۔

رسول اللہ ﷺ کی

حیاء کا ذکر

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار تھے اور جب آپؐ کسی بات کو ناپسند فرماتے تو ہمیں اس کا آپؐ کے چہرے سے پتہ لگ جاتا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عریاں کبھی نہیں دیکھا۔

ربوہ میں رہتے ہوئے قادیان یاد آتا ہے

س۔احسن

ہمارے ایک بھائی کو لندن رہتے ہوئے ربوہ یاد آتا ہے تو ہمیں ربوہ رہتے ہوئے قادیان یاد آتا ہے۔ خدا کے فضل سے ہمیں ربوہ بے حد پیارا ہے اور عزیز از جان ہے۔ حضرت مصلح موعود نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ قادیان ہمارا دائمی مرکز ہے۔ مگر ربوہ کو بھی خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیشہ قائم رکھے گا اور یہاں سے ساری دنیا میں پیغام احمدیت پہنچانے کے لئے مربیان کرام روانہ ہوتے رہیں گے۔

اگست 1947ء میں ہم قادیان سے جدا ہوئے تھے اور آج 2010ء ہے۔ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود اور بچپن سے بوڑھے ہونے کے باوجود قادیان کی یاد بوڑھی نہیں ہوئی بلکہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے اور سلسلہ روز و شب اس دنیا سے جدائی کے وقت کو قریب تر کرتا جاتا ہے۔ قادیان کی یاد جوان ہوتی جاتی ہے اور یہی دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ ’’چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں گے‘‘۔

قادیان میں پیدا ہوئی۔ اگرچہ بچپن کے پہلے 10 سال مسلسل بیماری میں گزرے مگر بعد میں چند ایک سال صحت کے بھی گزرے بیماری اور تندرسی کے ان سالوں میں جو کچھ دیکھا اور سنا وہ کچھ اس طرح ہے۔

ہمارا گھر محلّہ دارالفتوح میں یعنی شہر کے مرکز میں تھا۔ بیت مبارک، بیت اقصیٰ چند منٹ کے فاصلہ پر تھیں۔ پھر احمدیہ چوک جہاں پر حضرت مسیح موعود صبح کی سیر کے لئے جاتے وقت ساتھیوں کی آمد کے لئے کچھ دیر تشریف فرما ہوا کرتے وہ بھی ہمارے گھر سے کچھ دور نہ تھا۔ ہمارے گھر کے دائیں بائیں اور پیچھے غیر احمدی احباب کے گھرانے تھے۔ مگر ان کے ساتھ ہمارے تعلقات بہت اچھے، پیار اور محبت کے تھے۔ وہ اکثر روزمرہ کی ضرورت کی چیزیں ہمارے گھر سے لے لیا کرتے تھے اور سالن وغیرہ بھی بڑی باقاعدگی اور شوق سے لیا کرتے تھے۔ ہمارے گھر سے کبھی انکار کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ایک گھرانے میں ایک بھینس تھی جب کبھی اس کی طبیعت خراب ہوتی وہ ہماری ہمسائی دادی اماں کے پاس جب وہ نماز میں مصروف ہوتیں ان کے پاس آٹے کا پیڑا یا پانی کا گلاس یہ کہہ کر رکھ جاتی ’’بے بے جی اس پر دم کر دینا، دادی اماں نماز سے فارغ ہو کر سورۃ فاتحہ اور درود شریف معلوم نہیں کتنی بار پڑھ کر اس چیز پر دم کر دیتیں اور وہ لے جاتی اور پھر خدا کے فضل سے اس کی غرض پوری ہو جاتی۔ ہمارے گھر کے عین سامنے حضرت قاضی امیر حسین رفیق حضرت مسیح موعود کا گھر تھا اور ان کے ساتھ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کا گھر تھا۔ جہاں حضرت خلیفہ اول کے گھوڑی سے گرنے کا حادثہ پیش آیا تھا۔ اس وقت حضرت شیخ صاحب اور آپ کی بیوی جلدی سے گھر سے بستر اور چارپائی لے آئے۔ حضور کو لٹایا گیا اور شیخ صاحب نے اپنی پگڑی اتار کر حضور کی چوٹ والی جگہ پر رکھ دی جو خون سے بھر گئی۔

ہمارے گھر کی شکل یہ تھی کہ تین سیڑھیاں چڑھ کر ڈیوڑھی آتی تھی۔ جو بہت فراخ اور صاف ستھری تھی۔ اس میں صحن کی طرف کھلنے والا فراخ دروازہ تھا جس کے آگے پردے کی خاطر ایک تپڑ ہمیشہ ہوتا تھا۔ یہ تپڑ بوریوں کا بنا ہوتا تھا باہر سے آنے والا ایک غیر مرد اس کے پیچھے کھڑے ہو کر سلام کرتا اور ساتھ ہی دروازے کو ہاتھ مارتا۔ اندر سے اکثر مرد ہی جایا کرتے یا کوئی بچہ جا کر معلوم کرتا کہ کون ہے۔ ایک مرتبہ میں بھی اپنی معذوری کے باوجود کسی طرح تپڑ کے پاس چلی گئی اور اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت مولوی شیر علی صاحب تھے۔ فرمایا بچی گھر میں جا کر کہہ دو کہ فلاں لڑکی بیمار ہے۔ اسے بخار ہے۔ اس کے لئے دعا کریں۔ اس فرشتہ سیرت انسان کے ساتھ میرے والد محمد احسن قریشی، بڑے چچا جان محمد افضل قریشی اور چھوٹے چچا جان محمد اکمل قریشی کے بہت پیار بھرے تعلقات تھے۔ اب تو یہ تینوں خدا کی رضامندی کے مزے لوٹ رہے ہوں گے۔ کئی ایک واقعات ہیں مگر میں صرف ایک واقعہ کا ذکر کروں گی۔

مجھے میرے چھوٹے چچا جان نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مولوی صاحب سے ذکر کیا کہ صبح کی نماز بیت مبارک میں پڑھنے کا دل کرتا ہے مگر بیداری کی مشکل ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا یہ کام میں کروں گا اور پھر پورا ایک ماہ صبح کی نماز سے کچھ وقت قبل ہمارے دروازے کی کنڈی زور زور سے بج جاتی تھی۔ تین سیڑھیاں اوپر چڑھتے اور یہ فرض ادا کرتے۔

ہمارے گھر کے باہر کا دروازہ بہت مضبوط اور کشادہ اور خوبصورت تھا۔ ماتھے پر خوبصورت انداز میں اللہ، محمدؐ اور دونوں کے نیچے ’’حافظ محمد حسین قریشی‘‘ لکھا ہوا تھا۔ ہمارے گھر میں خدا اور اس کے رسول اور حضرت مسیح موعود اور مصلح موعود کے ذکر کی باتیں بکثرت ہوتی تھیں۔ جبکہ ہمارے گھر کے سامنے کی گلی خدا کے پیاروں کی آمدورفت کی آماجگاہ تھی۔ دونوں پیاری بیوت میں جانا۔ بہشتی مقبرہ میں جانا اور پھر اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے مختلف دفاتر میں جانے کی سعادت ہمارے پیارے گھر کے سامنے سے ہوتی تھی۔ اس وجہ سے ہمارے دادا جان کو اپنے گاؤں ٹرپئی کو چھوڑ کر یہاں آ کر آباد ہونا بہت ہی محبوب تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود بھی ایک مرتبہ سیر کرتے ہوئے یہاں سے گزرے اور پھر چلتے چلتے ریتی چھلہ کے بڑ کے درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ پھر سب دیوانوں نے حضور کو گھیر لیا اور حضور نے سب سے محبت بھرا مصافحہ کیا اور پھر حضرت مصلح موعود تو آئے دن مربیان کرام کو الوداع کرنے یا پھر ان کو لینے کے لئے پیدل اسی راستہ سے تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ تو گلی کے بچوں کے شور سے کہ حضور آ رہے ہیں، میں باوجود بیمار اور معذور ہونے کے کسی طرح باہر کے دروازہ تک چلی گئی۔ عین اس وقت سیدنا پیارے آقا ہمارے دروازے کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ جبکہ گلی کے دونوں طرف بچوں کا رش تھا اور حضور کے پیچھے خدام احمدیت رواں دواں تھے۔

آہ وہ پیارا گھر جو ذکر الٰہی سے معمور رہتا تھا اور وہ پیاری گلیاں جو درود شریف پڑھنے والوں سے بھری رہتی تھیں۔ اب وہ زبان حال سے کیا کہتی ہوں گی۔ یقیناً ہماری طرح ہی آنسو بہاتی ہوں گی۔

ایک رمضان کے ایام تھے۔ سحری سے فارغ ہو کر سب تیار ہو کر نماز اور درس حدیث سے فیضیاب ہونے کے لئے بیت اقصیٰ روانہ ہونے لگے۔ والدہ نے بڑی حسرت سے کہا سب خوش قسمت جاتے ہیں مگر میں سعیدہ کی وجہ سے نہیں جا سکتی۔ یہ تو پل بھر بھی میرے بغیر نہیں رہتی۔ سخت بیمار تھی ٹانگ کے زخموں کی درد کی وجہ سے ساری رات جاگتے گزرتی میری بھی اور والدہ کی بھی۔ پیارے باپ نے کہا کوئی بات نہیں۔ آپ تیار ہوں۔ اس کو میں اٹھا لیتا ہوں۔ عورتوں کے حصہ کی طرف جا کر آپ کو پکڑا دوں گا اور گود میں لے کر نماز پڑھ لینا۔

والدہ پیاری نے ایسے ہی کیا۔ بیت کا عورتوں والا حصہ سب پُر ہو چکا تھا۔ آخر میں بہت مشکل سے جگہ ملی۔ نماز کے بعد فوراً ہی نہایت پیاری آواز میں درس حدیث شروع ہو گیا اور یہ ایک جملہ بار بار دہرایا جاتا تھا۔ قال قال رسول اللہ ﷺ اس کا مطلب تو مجھے نہیں آتا تھا مگر مجھے یاد ہو گیا۔ گھر میں اکثر و بیشتر نبی پاک نے یہ فرمایا۔ حضرت مسیح موعود نے یہ فرمایا اور پھر حضرت مصلح موعود نے یہ فرمایا اس قسم کے جملے میں اکثر سنا کرتی تھی۔ مگر ان کے متعلق پوچھنے کی عقل اور علم نہیں تھا اور یہ ہی سمجھتی تھی کہ یہ سب زندہ لوگوں کی باتیں ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے میری والدہ سے یہ علم ہوا کہ وہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا درس تھا جو حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی وفات پر سکول کی تمام طالبات کو قطار میں لایا گیا اور ان کی زیارت کروائی گئی۔ اس وقت میں بھی سکول داخل ہو چکی تھی اور اس شیر خدا کے پُرنور چہرے کی زیارت کر لی تھی۔

ایک دفعہ کی بات ہے کہ گرمیوں کے دن تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد مرد گھروں کو جا چکے تھے۔ والدہ نے بچوں سے کہا کہ چلو ریتی چھلہ تک ذرا ہوا خوری کر آئیں۔ ابا جان کی وفات کے بعد جو 1940ء میں ہوئی ہم 5 کم سن بچے تھے۔ سب بہت خوش اور جانے کے لئے تیار مگر ہمارا سب سے چھوٹا بھائی جو گھر میں تو خوب چلتا تھا اور اپنے مطلب کی باتیں بھی کرتا تھا مگر باہر جانے کے لئے والدہ اسے گود میں اٹھا لیتی تھیں۔ والدہ نے برقعہ پہننے کی بجائے ایک کھلی چادر لے لی اور اسلم کو اٹھانے لگیں۔ مگر اسلم کی تو حالت ہی غیر ہو گئی۔ والدہ کی دونوں ٹانگوں کے ساتھ لپٹ گیا اور خوب زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ کچھ سمجھ نہیں آتی تھی اسے کیا ہو گیا۔ بڑی مشکل سے گود میں لیا اور پوچھا کیا بات ہے ہم تو سیر کرنے جا رہے ہیں۔ وہاں ریتی چھلہ میں کھیلنا، رونا کس بات کا۔ مگر اسلم تو قابو سے باہر تھا۔ آخر روتے روتے بتایا کہ بقہ پہنو۔ یعنی برقعہ پہنیں۔ والدہ نے کہا کہ اگر اس وقت نہ پہنوں تو کیا ہو جائے گا۔ پھر روتے ہوئے کہا ’’آپ کو بھائی دیکھ لیں گے۔ اب عقدہ کھلا تھا۔ والدہ نے چادر اتاری اور برقعہ پہنا تو اسلم کی جان میں جان آ گئی اور خوش ہو گیا۔

پس مسیح وقت اور خلیفہ وقت کی ہر بات پر کان دھرنا اور عمل کرنا سعادت دارین ہے۔ ورنہ اس کے واسطے ہلاکت ہے۔ میں یہ بات بتانا بھی ضروری خیال کرتی ہوں کہ قادیان میں تیرہ چودہ سال کی لڑکیاں برقعہ پہن لیتی تھیں اور بڑے شوق سے پہنتی تھیں۔ جب میں اس عمر کو پہنچی تو میری ذاتی مجبوری کی وجہ سے کہا گیا کہ تمہارے لئے برقعہ پہننا مشکل ہے۔ ایک ہاتھ میں سٹک ہوتی ہے جس پر سہارا لیتی ہو اور دوسرے ہاتھ میں بستہ ہوتا ہے۔ اس لئے تم کھلا دوپٹہ لے لیا کرو اور برقعہ کا خیال چھوڑ دو۔ مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی۔ میں نے چند دنوں میں سٹک چھوڑ کر چلنے کی پریکٹس کر لی اور پھر مطالبہ برقعہ کا تھا۔ ان ایام میں ایک پیارا سا اتفاق یہ ہوا کرتا تھا کہ سکول جانے کے لئے جب میں ریتی چھلہ کے درمیان میں ہوتی تو عین اسی وقت حضرت مولوی شیر علی صاحب اپنے گھر سے نکل کر وہاں ہوتے اور سلامتی کی دعا دے کر اپنے راستہ کی طرف گزر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

جاتے اور میں سکول کے راستہ کی طرف آجاتی۔ سوائے شاذ کے یہ معمول روزانہ کا تھا۔ پھر جس روز میں برقعہ پہن کر گھر سے نکلی تو یہ غم تھا کہ اب تو حضرت مولوی صاحب کی طرف سے سلامتی کی دعا نہیں ملے گی۔ مگر نہیں وہ خدا کا فرشتہ سیرت انسان ہر پاس سے گزرنے والے کو سلام کرنے میں سبقت لے جاتے تھے اور مجھے برقعہ پہننے میں کوئی فرق نہ پڑا تھا۔

پھر والدہ محترمہ نے بتایا کہ ایک روز حضرت اماں جان خادمہ کے ساتھ اچانک تشریف لے آئیں اور سلام دعا کے بعد فرمایا عالم بی بی تم تو گھر سے نکلتی ہی نہیں ہو ہم نے سوچا چلو آج عالم بی بی کا حال تو پوچھ آئیں۔ دادی اماں کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ خدا کا شکر کرتی رہیں اور کوئی بات نہ کرسکیں۔

ہر ہفتہ کے روز صبح دس بجے سیدہ ام طاہر کے صحن میں حضرت مصلح موعود درس قرآن مجید دیا کرتے تھے۔ ہم طالبات سکول سے قطاروں میں آتیں اور جہاں جگہ ملتی بیٹھ کر سنتیں ایک مرتبہ حضور نے اس آیت کی وضاحت فرمائی کہ تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور سمجھایا کہ ذات پات محض شناخت کے لئے ہے ورنہ سید اور غیر سید میں کوئی فرق نہیں۔ آپ لوگ رشتہ کرنے میں شرافت اور اخلاق کو دیکھا کریں۔ حضور مثالیں دے کر اپنی بات کی وضاحت فرمایا کرتے تھے۔

آہ حضرت مصلح موعود کا زمانہ کیا خوب تھا ایسے دیدہ ور زمانہ میں روز روز نہیں آتے۔ یہ خداتعالیٰ کی خاص الخاص مشیت اور انسانوں کی خوش بختی ہی ہوتی ہے کہ خدا اپنا نور ہاں بے پناہ نور نازل فرماتا ہے۔

اب میں پھر اپنے گھر کی طرف اور قادیان کی عظیم الشان نئی عمارات کی طرف لوٹتی ہوں۔ بتایا گیا ہے کہ ہمارا آبائی گھر بالکل ختم کرکے وہاں کے مالکوں نے اپنی ضرورت کے مطابق عمارت تعمیر کی ہے اور ہم اپنے دادا جان کے تعمیر کروائے گئے در و دیوار کبھی نہیں دیکھ سکیں گے۔ خدا کی ذات غیر فانی اور باقی ہر چیز فانی ہے۔ پھر قادیان سے آنے والوں کی زبانی اور الفضل کے مضامین سے علم ہوا ہے کہ کئی نئی عظیم الشان عمارات تعمیر ہوئی ہیں۔ نیز بیت اقصیٰ کی توسیع بھی عظیم الشان ہوئی ہے اور حضور کا کشفی نظارہ کہ قادیان کے بازاروں میں بڑی خوبصورت دکانیں جن میں بڑے بڑے پیٹوں والے سیٹھ جن کے سامنے ہیروں جواہرات کے ڈھیر لگے ہیں بیٹھے ہیں یہ بھی اپنے وقت پر ضرور پورا ہوگا۔ سنا ہے کہ ہمارے محلّہ کی بیت الفتوح جو ہمارے گھر سے چند منٹ کے فاصلہ پر تھی آباد ہوگئی ہے کیونکہ نور ہسپتال جو ریتی چھلہ والی جگہ پر تعمیر ہوا ہے وہاں کا عملہ یہاں نماز پڑھتا ہے۔ یہ بیت الذکر ہمارے ابا جان محمد احسن قریشی نے تعمیر کروائی تھی۔ اس کی جگہ کا غیر احمدیوں کے ساتھ تنازعہ تھا مگر خدا نے جماعت کے حق میں فیصلہ دیا اور حضرت مصلح موعود نے نام بیت الفتوح عطا فرمایا۔ ابا جان نے تاحیات اس بیت الذکر کی امامت فرمائی اور اس کا ہر طرح خیال رکھا۔

قادیان کی کس کس بات کو یاد کیا جائے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے ہمسائے میں ہمارے بزرگ پھوپھا جان حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی رہائش گاہ تھی۔ آپ اپنی عمر کے آخر میں فالج کے مریض رہے۔ آپ کے گھر کے باہر لب سڑک املتاس کا ایک بہت بڑا گھنی چھاؤں والا درخت تھا۔ روزانہ صبح 10 بجے اپنا بستر وہاں پر کروالیتے۔ ارد گرد کرسیاں ہوتیں۔ آپ کے پاس قرآن پاک پڑھنے والے اور ملنے والے بیٹھ کر آپ سے بہت کچھ سیکھتے۔ ایک روز پھوپھا جان نے اپنی بیٹی عطیہ سے کہا کہ جاؤ باہر سڑک سے دو گزرنے والے بھائیوں کو بلا لاؤ میں چاہتا ہوں کہ میری چارپائی باہر لے جائیں۔ اس وقت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اور حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب سڑک پر چہل قدمی کررہے تھے۔ اس بھولی بچی نے ان دونوں بزرگوں سے کہا کہ میرے ابا جان آپ کو بلاتے ہیں ان کی چارپائی باہر نکالنی ہے۔ جب یہ دونوں بزرگ حاضر ہوئے تو پھوپھا جان بے چین ہوگئے اور کہا یہ آپ کو بلا لائی ہے۔ دونوں نے کہا حافظ صاحب کیا ہمیں ثواب کی ضرورت نہیں اور دونوں نے آپ کو چارپائی پر لٹا کر مقررہ جگہ پر سیٹ کردیا۔

قادیان کی یادیں ان مٹ ہیں۔ ہمارے بڑے بزرگ سب قادیان کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ پیاری والدہ پارٹیشن تک ہر جمعہ کے روز صبح کی نماز کے بعد ہمیں بہشتی مقبرہ لے کر جایا کرتی تھیں اور حضور کے مزار پر سب سے پہلے دعا کے بعد سب کے لئے دعا کرنے جایا کرتے تھے۔ 1964ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کی کوشش سے مجھے اور دو اور عزیز بہنوں کو قادیان جانے کی اجازت ملی صرف تین دن کے لئے۔ ان ایام کو جلسہ سننے، دعائیں کرنے اور قادیان کے تمام مقامات کو پیدل چل کر دیکھنے میں گزارا۔ شدید سردی تھی مگر ایک جنون نے سب کچھ کروا دیا۔ تیسرے دن ہمیں واپس ٹرین میں سوار کرادیا گیا جبکہ میں شدید بیمار تھی۔ 1991ء میں جلسہ سالانہ قادیان میں جانے کی پھر سعادت ملی۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی تشریف لائے تھے۔ جلسہ سنا، دعائیں کیں اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔

پہلے عرض کرچکی ہوں کہ 1947ء تا آج فروری 2010ء بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے تینوں زمانے گزر گئے۔ اللہ تعالیٰ بیماری، بے بسی اور بے کسی کی زندگی سے بچائے۔ ایمان کی سلامتی کے ساتھ انجام بخیر ہو۔ میرے بھائی محمد اسلم قریشی کو 1985ء میں میدان عمل میں ٹرینیڈاڈ میں ایک ظالم نے اپنے ظلم کا نشانہ بنایا گیا تھا اور میرے بڑے بھائی محمد احمد قریشی مرحوم کراچی میں ایک معزز بھائی چاند میاں کے ہاں ملازم تھے۔ اپنے پیارے آقا کے بعد تمام قارئین الفضل سے دعا کی درخواست کے بعد رخصت ہوتی ہوں۔ یہ دعا مانگ کر کہ ع

اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں

☆☆☆☆

مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کا سالانہ اجتماع

منعقدہ 10،11/اکتوبر 2010ء

مکرم نجیب اللہ ایاز صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان

مجلس خدام الاحمدیہ جاپان ہر سال لوکل اجتماعات کے انعقاد کے بعد اکتوبر کے مہینہ میں سالانہ اجتماع کا انعقاد کرتی ہے۔ اجتماع کے لیے جاپان کے مشہور پہاڑ mount Fuji کے دامن میں واقع ایک یوتھ سنٹر کا انتخاب کیا گیا۔ یہ جگہ ٹوکیو اور ناگویا کے شہروں کے درمیان واقع ایک خوبصورت تفریحی مقام ہے۔

مورخہ 9/اکتوبر کی شام کو ہی انتظامیہ کے ممبران اور اکثر خدام مقام اجتماع پر پہنچ چکے تھے۔ خاکسار نے منتظمین کے ساتھ میٹنگ کرکے ضروری گزارشات کیں اور کام کا جائزہ لیا۔ 10/اکتوبر کی صبح کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد درس، صبح کی سیر اور ناشتہ کے بعد منتظمین نے تزئین ہال اور دیگر شعبہ جات کی تیاری مکمل کی۔

پہلا دن

مورخہ 10/اکتوبر کو صبح 10:15 بجے تلاوت قرآن کریم کے ساتھ اجتماع کا آغاز ہوا۔ جاپان میں تینوں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اکٹھے منعقد ہوتے ہیں، افتتاحی تقریب میں تینوں تنظیمیں شریک ہوئیں۔ مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب کی تلاوت کے بعد مکرم مبشر احمد زاہد صاحب صدر مجلس انصاراللہ نے انصار اور خاکسار نے خدام کا عہد دہرایا۔ مکرم محمد ظفراللہ ڈار صاحب نے حضرت مصلح موعود کا منظوم کلام پیش کیا۔

افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم انیس احمد ندیم صاحب نیشنل صدر و مربی انچارج تھے۔ مکرم نیشنل صدر صاحب نے ذیلی تنظیموں کے جماعت کے ساتھ مثالی تعاون اور کردار کو سراہا اور بتایا کہ سہ ماہی رسالہ النور کی اشاعت کے بعد جماعت جاپان کا ماہانہ رسالہ The Voice of .... جاری کیا جارہا ہے۔ دعا کے بعد افتتاحی تقریب اختتام کو پہنچی۔

افتتاحی تقریب کے بعد خدام اور اطفال کے ورزشی اور تفریحی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔ دوپہر کے کھانے اور نمازوں کے وقفہ کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ تلاوت، حفظ قرآن، نظم، تقریر فی البدیہہ اور معلومات کے مقابلوں میں خدام اور اطفال نے ذوق وشوق سے شرکت کی۔ رات 8:00 بجے مجلس خدام الاحمدیہ کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

دوسرا دن

اگلے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب نے پڑھائی۔ نماز کے بعد درس ہوا۔ صبح کی سیر کے بعد خدام اور انصار بیڈمنٹن اور فٹبال کے مقابلوں سے لطف اندوز ہوئے۔ نیز ماؤنٹ فوجی کے خوبصورت مناظر کی تصاویر بناتے ہوئے اجتماع کی یادوں کو کیمرہ کی آنکھ سے محفوظ کیا۔ دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر وعصر کے بعد اختتامی تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت مکرم انیس احمد ندیم صاحب نیشنل صدر و مربی انچارج نے کی۔ مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب مربی سلسلہ جو ترجمۃ القرآن کے کام کے لیے آجکل جاپان میں مقیم ہیں نے خدام اور انصار کو نصائح کیں۔ خاکسار نے جاپانی زبان میں چند گزارشات پیش کیں۔ اول اور دوم آنے والے خدام اور اطفال میں انعامات تقسیم کیئے گئے۔ مکرم عمر احمد ڈار صاحب بہترین خادم اور عزیزم یاسر جنود صاحب بہترین طفل قرار پائے۔ تقسیم انعامات کے بعد مکرم نیشنل صدر صاحب نے ان خدام کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بعض نصائح کیں۔

دعا کے ساتھ ہی مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کا سالانہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کو ہمیشہ ترقی کی راہوں پر گامزن پر رکھے اور ہمیں حقیقی رنگ میں احمدیت کے خادم بنائے۔ آمین

انسانی جسم کی ساخت اور ہوا کی اہمیت

تندرستی ہزار نعمت ہے

مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب

انسانی صحت کو برقرار رکھنے میں ہوا کی اہمیت

انسانی جسم کو تندرست اور توانا رکھنے کے لئے سب سے اہم چیز صاف ستھری ہوا ہے۔ اس امر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر انسانی جسم کو چند منٹ کے لئے سانس لینے کے لئے ہوا مہیا نہ ہوسکے تو اسکی موت واقع ہوجاتی ہے۔ پانی کے بغیر ایک دو دن گزارہ ہوسکتا ہے، غذا کے بغیر چند دن زندہ رہا جاسکتا ہے لیکن ہوا کے بغیر بالکل گزارہ نہیں ہے۔

اس کی کیا وجہ ہے؟ اب ہم اس معاملہ پر تفصیل سے غور کریں گے۔ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ ہر سانس کے ساتھ ہوا ناک یا منہ کے ذریعہ سے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے اور اس کی باریک جھلی تک پہنچتی ہے جسے انگریزی میں alveolar membrane کہتے ہیں۔ اس کے ایک طرف ہوا اور دوسری طرف خون ہوتا ہے اور یہاں پر ہوا اور خون میں پائی جانے والی گیسیں ایک طرف سے دوسری طرف منتقل ہوتی ہیں اور یوں تندرستی کی حالت میں خون صاف ہوجاتا ہے۔ یہ صاف ستھرا خون جسم میں گردش کرتا رہتا ہے۔ یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ ہوا کی مختلف گیسز (gases) میں سے آکسیجن ایک اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ وہ غذا کے اجزا سے توانائی مہیا کرنے کا ذریعہ ہے جس سے کہ زندگی کے تمام عوامل کام کرتے ہیں۔ دیکھنا چاہئے کہ آخر یہ ہوا کیا چیز ہے اور کون سی ہوا صاف ستھری کہلائی جاسکتی ہے؟

اس معاملے پر موجودہ زمانے میں بہت تحقیقات ہوئی ہیں اور ہمیں علم ہے کہ ہوا کچھ گیسز کا آمیزہ ہے جس میں نائٹروجن سب سے زیادہ مقدار میں ہوتی ہے یعنی 80 فی صد، آکسیجن دوسرے نمبر پر ہے یعنی تقریباً 20 فی صد۔ اس کے علاوہ کاربن ڈائی آکسائڈ، آبی بخارات اور بہت سی دوسری گیسز بھی تھوڑی تھوڑی مقدار میں اس آمیزہ میں شامل ہوتی ہیں۔

ایک اور چیز جو گیسز کے معاملات میں اہمیت رکھتی ہے وہ گیس کا دباؤ ہے۔ ہر گیس حجم اور وزن رکھتی ہے اور دباؤ ڈالتی ہے۔ یہ دباؤ پارے کے ساتھ موازنہ کرکے بیان کیا جاتا ہے۔ ہوا بھی گیس ہونے کی وجہ سے دباؤ رکھتی ہے اور اس دباؤ کو انگریزی زبان میں atmospheric pressure کہا جاتا ہے۔ یہ دباؤ سطح سمندر پر 760 ملی میٹر پارے کے برابر ہوتا ہے۔ ہوا کا دباؤ اس میں شامل تمام گیسز کے دباؤ کا مجموعہ ہوتا ہے چنانچہ آکسیجن کا دباؤ اس مجموعہ میں صرف 150 ملی میٹر پارے کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔ ایک اور بہت اہم بات جو اس سلسلے میں مدنظر رکھنی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہوا کا دباؤ سطح سمندر سے بلندی پر بتدریج گھٹتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر یہ بہت ہی تھوڑا رہ جاتا ہے۔ جوں جوں ہوا کا دباؤ کم ہوتا ہے اسی تناسب سے اس میں شامل گیسز کا دباؤ بھی کم ہوتا جاتا ہے چنانچہ آکسیجن کا دباؤ اس بلندی پر اتنا کم ہوجاتا ہے کہ وہ اس قابل نہیں رہتی کہ خون کو صحیح طور پر صاف کرسکے اور ایسی صورت میں زندگی برقرار رکھنے کے لئے آکسیجن سلنڈروں کا سہارہ لینا پڑتا ہے۔

ہوا میں موجود ایک اور گیس کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے گو تناسب کے لحاظ سے اسکی مقدار کم ہوتی ہے۔ اس گیس کا نام کاربن ڈائی آکسائڈ ہے۔ یہ گیس کاربن اور آکسیجن کا مرکب ہوتی ہے اور جس میں کاربن کا ایک اور آکسیجن کے دو ایٹم ہوتے ہیں۔ جب بھی کاربن جلتی ہے تو وہ آکسیجن سے ملتی ہے جس کے نتیجہ میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور یہ گیس خارج ہوتی ہے۔ یہ عمل تمام جانداروں یعنی انسانوں، حیوانوں، پودوں، بیکٹیریا غرض ہر جاندار چیز میں توانائی فراہم کرنے کا طریق ہے اور اس کے نتیجے میں ہر جاندار غذا استعمال کرکے فضلے کے طور پر کاربن ڈائی آکسائڈ خارج کرتا ہے جو ہوا میں مل جاتی ہے۔ اسی طرح حرارت حاصل کرنے کیلئے لکڑی، کوئلہ یا تیل جلانے کے نتیجہ میں بھی یہی گیس خارج ہوتی ہے جبکہ ساتھ ساتھ آکسیجن کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کاربن اور آکسیجن کے مرکب ایک اور گیس کا تذکرہ بھی کیا جائے جو کاربن مونو آکسائڈ کہلاتی ہے اور اس میں ایک کاربن اور ایک آکسیجن کا ایٹم ہوتا ہے اور یہ گیس کاربن کے نامکمل احتراق سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ دونوں گیسز زہریلی ہوتی ہیں لیکن کاربن مونو آکسائڈ بہت زیادہ زہریلی ہوتی ہے کیونکہ خون کے سرخ ذرات بڑی سرعت کے ساتھ اس سے مل جاتے ہیں اور آکسیجن سے ملنے کے لائق نہیں رہتے اور آکسیجن کی فراہمی کا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔

کاربن ڈائی آکسائڈ گیس کی کثافت ہوا میں موجود دوسری گیسوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور یہ وزن میں بھاری ہے۔ اس وجہ سے یہ گیس نچلی سطح کی طرف جمع ہوجاتی ہے چنانچہ بعض اوقات کنوؤں اور گہرے غاروں میں یہ گیس اتنی مقدار میں جمع ہوجاتی ہے کہ وہاں جانے والے انسان اور جانور اس فضا میں سانس لینے کی وجہ سے ہلاک ہوجاتے ہیں۔

فضا کو اس مضر صحت گیس سے پاک کرنے کے لئے قدرت کا ایک حیرت انگیز نظام ہے اسے فوٹو سنتھیس (photosynthesis) کہتے ہیں۔ درختوں کے سبز پتے، سورج کی روشنی کی موجودگی میں کاربن ڈائی آکسائڈ کو جذب کرتے ہیں اور آکسیجن کو خارج کرتے ہیں۔ یہ عمل رات کے وقت نہیں ہوتا جبکہ سورج کی روشنی نہیں ہوتی۔ رات کو پودے بھی دوسرے جانداروں کی طرح آکسیجن استعمال کرتے اور کاربن ڈائی آکسائڈ خارج کرتے ہیں۔ اسی بنا پر رات کو درختوں کے نیچے سونا صحت کے لئے مضر ہے۔

آبی بخارات بھی ہوا کا ایک حصہ ہیں اور ان کی مقدار بہت سے عوامل جیسے کہ درجہ حرارت، موسم، آبی ذخائر یعنی دریا، جھیل اور سمندر سے فاصلہ پر منحصر ہے۔ ہوا کسی خاص درجہ حرارت پر ایک خاص مقدار سے زیادہ آبی بخارات کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ ہوا کی اس تاثیر کو انگریزی میں humidity کہتے ہیں اور اس کا سکیل صفر سے سو فیصد تک بیان کیا جاتا ہے۔ صفر فیصد کا مطلب ہے کہ ہوا بالکل خشک ہے اور اس میں کوئی آبی بخارات نہیں ہیں جبکہ 100 فیصد کا مطلب ہے کہ ہوا میں اب مزید پانی کے بخارات داخل ہونے کی گنجائش نہیں ہے۔ آبی بخارات کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ انسانی جسم کے تمام خلیات زیادہ تر پانی سے بنے ہوئے ہیں اس لئے ان کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ہوا میں مناسب مقدار میں آبی بخارات کا ہونا ضروری ہے۔

ان گیسز کے علاوہ فضا میں بہت سے ٹھوس ذرات بھی معلق ہوتے ہیں جو گرد وغبار، کاربن یعنی دھواں، پھولوں کے پولنز (pollens)، بیکٹیریا، پھپھوندی، وائرس اور کیمیکلز (chemicals) وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اگر ہم کسی تاریک جگہ میں روشنی کی کرن داخل کریں تو فضا میں معلق ان ذرات کا بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

ہوا کی صفائی کا انتظام

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہوا جو انسانی بقاء کے لئے اس قدر اہم ہے اور مسلسل اس کے اندر ایسی زہریلی اشیاء داخل ہورہی ہیں جو انسان اور دوسرے جانداروں کو ہلاک کردینے کی تاثیر رکھتی ہیں تو اس کی صفائی کا کیا انتظام ہے۔ سورج کی روشنی اور درختوں کا تذکرہ تو پہلے ہی ہوچکا ہے کہ کس طرح وہ آکسیجن کو پیدا کرتے اور کاربن ڈائی آکسائڈ کو اپنے استعمال میں لے آتے ہیں لیکن سورج کی روشنی ہوا کی صفائی کے لئے اور بھی کئی کام کرتی ہے اب ان کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ سورج کی کرنوں میں غیر معمولی تمازت ہوتی ہے جس کی وجہ سے پانی، آبی ذخائر سے بخارات میں تبدیل ہوکر بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر گرم ہوا وزن میں ہلکی ہوتی ہے اور اوپر کی طرف اٹھتی ہے جبکہ اونچائی پر ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے اور بھاری ہوتی ہے اس لئے وہ نیچے کی طرف آتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہوا کی ایک مسلسل گردش شروع ہوجاتی ہے۔ پھر یہ ہوا میدانی علاقوں کی طرف چلنا شروع کرتی ہے اور پہاڑوں کے ساتھ ساتھ بلند ہوکر ٹھنڈی ہوتی چلی جاتی ہے اور بادل، بارش اور برف میں تبدیل ہوکر واپس سطح زمین کی طرف لوٹتی ہے اور واپسی کے اس سفر میں فضا کی تمام آلودگیاں، مٹی، ریت، کاربن، کیمیکل اور جراثیم وغیرہ کو صاف کرتی ہوئی واپس ندی نالوں، دریاؤں اور سمندر کی طرف لوٹا دیتی ہے۔ جنگلوں اور میدانوں میں یہ بارش درختوں فصلوں اور جانوروں کے لئے نشو نما کا ذریعہ اور رحمت بن جاتی ہے۔

سورج کی شعاعوں میں ایک یہ تاثیر بھی ہے کہ وہ بہت سے مضر صحت جراثیم کو ہلاک کردیتی ہے اور اس طرح بھی ہوا اور فضا کو صاف ستھرا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اب ہم یہ غور کرتے ہیں کہ انسانی جسم کی بناوٹ اور ساخت کس طرح ہوا کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرتی ہے اور مضر صحت گیسوں اور زہریلی اشیاء سے بچاؤ کے طریق اختیار کرتی ہے؟ اس کام میں انسانی ناک ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ناک میں سونگھنے کی جو حس موجود ہے اسکی وجہ سے گلی سڑی بدبودار فضا جس میں مضر صحت گیسز کا احساس انکی بدبو کی وجہ سے فوراً ہوجاتا ہے اور طبیعت بچاؤ کی طرف مائل ہوجاتی ہے۔ ناک اور سانس کی نالیوں کی جھلی بہت حساس ہوتی ہے اور باریک سے باریک ذرے یا جراثیم کو محسوس کرتی ہے اور فوراً اسے جسم سے خارج کرنے کی کوشش کرتی ہے چنانچہ اس کے لئے چھینکنے اور کھانسنے کا عمل پیدا ہوتا ہے۔ چھینکنے کا عمل انسانی جسم کی صحت کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اس کے علاوہ انسانی جسم کا دفاعی نظام جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے وہ بھی پھیپھڑوں کی دیواروں، جھلیوں اور غدودوں میں بہت فراوانی سے پایا جاتا ہے اور ہر قسم کے مضر صحت ذرات اور جراثیم سے مدافعت کے فرائض انجام دیتا ہے۔ ناک اور نظام

تنفس کی بناوٹ اور ساخت بھی بہت پیچیدہ ہوتی ہے اس میں خون کی نالیاں وافر مقدار میں ہوتی ہیں جس میں رطوبت اور لیسدار مادہ پایا جاتا ہے۔ اس وجہ سے باہر کی ہوا جب ناک کی نالیوں میں سے گزر کے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے تو اس کا درجہ حرارت جسم کے برابر ہوجاتا ہے۔ اندر جانیوالی ہوا میں جسم کے مناسب حال آبی بخارات شامل ہوجاتے ہیں اور لیسدار مواد ہر قسم کے ذرات اور جراثیموں کو قید کر لیتے ہیں اور چھینکوں اور کھانسی کے ذریعے جسم کے باہر نکال دیتی ہیں۔ غرض یہ ایک مربوط نظام ہے جس کے ذریعے سے صاف ستھری ہوا باہر کی فضا سے فلٹر ہوکر پھیپھڑوں تک پہنچتی ہے۔ ناک کے ذریعے سے سانس لینے سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ منہ سے سانس لینے والے لوگ ان میں سے بعض فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ہوا میں موجود گیسز بھی جسم کو متاثر کرتی ہیں۔ مثلاً کاربن ڈائی آکسائڈ کی کمی یا زیادتی کا فوری طور پر جسم پر اثر پڑتا ہے اور جسم کوشش کرتا ہے کہ اس زہریلی گیس سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے۔ اسی طرح آکسیجن کی کمی اور زیادتی کا اثر بھی فوری طور پر ہوتا ہے اور جسم کوشش کرتا ہے کہ آکسیجن کی مقدار جسم میں ہمیشہ ایک جیسی رہے اس کے لئے کبھی سانس کی رفتار تیز ہوجاتی ہے اور کبھی ہلکی نیز جسم میں اور تبدیلیاں بھی آجاتی ہیں مثلاً بلند پہاڑوں پر رہنے والے لوگوں میں آکسیجن کی کمی دور کرنے کے لئے خون کے سرخ ذرات کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے اور اس طرح آکسیجن کی کمی کے باوجود پہاڑوں پر رہنے والے اپنے کام کاج میں مصروف رہتے ہیں۔

فضائی آلودگی کی بڑی بڑی وجوہات

پچھلے تین سو سال میں سائنس اور صنعت نے بہت ترقی کی اور اس کی وجہ زمین سے نکلنے والی معدنیات خاص طور پر لوہا، کوئلہ، تیل اور قدرتی گیس وغیرہ (fossil fuel) ہیں۔ یہ ترقی خاص طور پر مغربی ممالک میں ہوئی اور موجودہ زمانے میں جاپان، چین اور ہندوستان میں بھی پھیل چکی ہے۔ اس ترقی کی وجہ سے بڑے بڑے کارخانے بنے جنہوں نے کوئلہ اور تیل اور گیس کو فراوانی سے استعمال کیا۔ بجلی پیدا کی۔ ہر قسم کی مشینیں بنائی گئیں اور انسان کے تمام کاموں میں تیزی آگئی۔ اس تمام ترقی کا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ ان لاکھوں کارخانوں۔ ان گنت کاروں، مشینوں، ہوائی جہازوں نے فوسل فیول استعمال کرکے دنیا کی فضا کو آلودگیوں، کاربن ڈائی آکسائڈ، کاربن مونو آکسائڈ، دھوئیں، تیزاب اور کیمیکلز سے بھر دیا۔

شروع شروع میں تو اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں تھی لیکن آہستہ آہستہ قوموں کو اس کا پتہ چلنے لگا اور سائنس دانوں میں تشویش پھیلنے لگی۔ چند سال قبل ہندوستان کے ایک شہر بھوپال میں ایک بڑے امریکن کارخانے میں حادثے کے نتیجے میں گیس تمام شہر میں پھیل گئی اور ہزاروں لوگ متاثر ہوئے۔ کچھ مرگئے اور کچھ معذور ہوگئے۔ اسی طرح انگلستان کے شہر لندن میں 1952ء میں فضائی آلودگی اس قدر زیادہ ہوگئی کہ لوگوں کے لیے سانس لینا بھی دشوار ہوگیا لیکن وہاں کی حکومت عقلمند ہے اور اپنے عوام کی بہبود کا خیال رکھتی ہے انہوں نے ایسے اقدامات کئے کہ ایسا واقعہ پھر پیش نہیں آیا۔ پھر ایک اور قسم آلودگی کی اس وقت سامنے آئی جب دوسری جنگ عظیم میں جاپان پر ایٹم بم گرایا گیا اور اس کے نتیجہ میں تابکاری کے اثرات پیدا ہوئے جو آج تک جاری ہیں۔ غرض یہ بڑے خطرات ہیں جو انسانی زندگی کو لاحق ہیں لیکن ابھی ہم بعض دوسرے خطرات کا تذکرہ کریں گے۔

غریب ملکوں میں جو آلودگی ملتی ہے اس کی نوعیت مختلف قسم کی ہے۔ کچے گلی کوچوں اور ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر جانور اور انسان پاخانہ پیشاب کر دیتے ہیں۔ وہیں پر وہ گلتا سڑتا رہتا ہے۔ امونیا (ammonia) گیس جو پیشاب کے سڑنے سے پیدا ہوتی ہے، اس کی بدبو تمام فضا میں پھیل جاتی ہے۔ یہ نائٹروجن کا مرکب ہے اور فصلوں کے لئے بہت اچھی کھاد ہے لیکن صحت کے لئے سخت مضر۔ اسی طرح میتھین اور ہائڈروجن سلفائڈ وغیرہ گیسیں جو اپنی مخصوص بدبو سے پہچانی جاتی ہیں اور پاخانے وغیرہ کے سڑنے سے پیدا ہوتی ہیں وہ بھی فضا میں سونگھی جاسکتی ہیں۔ یہ سب گیسز صحت کے لئے سخت مضر ہیں البتہ معمولی ٹریننگ، احتیاط اور صفائی سے ان سے بچا جاسکتا ہے۔

سب سے خطرناک فضائی آلودگی جو موجودہ زمانے کا انسان اپنے اوپر خود وارد کرتا ہے وہ تمباکو نوشی ہے۔ یہ لعنت ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں قسم کے ممالک میں پائی جاتی ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ ترقی پذیر ملکوں میں پبلک جگہ، بس، ٹرین، ہوائی جہاز، ہوٹل، ہسپتال وغیرہ میں سگریٹ پینا قطعاً ممنوع ہے جبکہ غریب ملکوں میں لوگ ڈھٹائی سے ہر جگہ سگریٹ پینے اور پلانے میں مصروف رہتے ہیں۔ ہم نے پلانے کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ بیچارے نہ پینے والے بھی پینے والوں کے دھوئیں سے برابر کے متاثر ہوتے ہیں۔

سگریٹ کے دھوئیں میں چار قسم کے زہر ہوتے ہیں۔ اول کاربن کے باریک ذرات جو سیدھے پھیپھڑوں میں جاکر اس کو کالا کردیتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر وہی خطرناک گیس جس کا پہلے ذکر ہوچکا ہے یعنی کاربن مونو آکسائڈ سگریٹ کے دھوئیں میں موجود ہوتی ہے۔ تیسرے نمبر پر دماغ پر اثر کرنے والی نشہ آور دوائی نکوٹین اس دھوئیں میں موجود ہوتی ہے اور سگریٹ کا عادی بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ چوتھے نمبر پر ٹار tar ہے۔ یہ خوفناک کیمیکل کینسر کا موذی مرض پیدا کرتا ہے گویا موت کی طرف لے جانے والا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ اس دھوئیں میں ہوتا ہے جو چند سال میں انسان کی زندگی کو اجیرن کر دیتا ہے۔

گرد و غبار اور نباتاتی ریشے بھی فضائی آلودگی کی وجہ بنتے ہیں اور صحت پر برا اثر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ بعض پیشوں میں جیسے کانوں میں کام کرنے والے، پتھر کوٹنے والے، ملوں کے کارکن، کسان وغیرہ ان کی وجہ سے متاثر ہوسکتے ہیں۔

غرض یہ سب آلودگیاں ہیں جو سانس لینے کی ہوا کو مکدر کرتی ہیں اور صحت کو برباد کردیتی ہیں۔ چنانچہ ان کی روشنی میں جو اقدامات کرنے چاہئیں وہ درج ذیل ہیں۔

احتیاطی تدابیر

بچپن سے ہی ناک سے سانس لینے کی عادت بچوں کو ڈالنی چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے ناک سے سانس نہ لیا جاسکے تو اس کی تحقیق کرکے جو وجہ ہو اسے دور کیا جائے۔ ناک سے سانس لینے کی وجہ سے مضر صحت گیسز وغیرہ کا فوراً پتہ چل جاتا ہے اور انسان احتیاطی تدابیر اختیار کر لیتا ہے۔ ناک سے سانس لینے میں اور بھی بہت سے فوائد ہیں جو پہلے بیان کئے جاچکے ہیں۔ بعض گیسز میں بو نہیں ہوتی جیسے کاربن مونو آکسائڈ۔ یہ سخت زہریلی ہوتی ہے اور کوئلوں کی انگیٹھیوں اور کار کے دھوئیں میں موجود ہوتی ہے۔ بند جگہ پر اس میں سانس لینے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کاربن ڈائی آکسائڈ میں بھی بو نہیں ہوتی اور اس کی موجودگی کا امکان گہرے گڑھوں میں ہوتا ہے کیونکہ یہ ہوا سے بھاری ہوتی ہے۔ بعض گیسز آگ پکڑ لیتی ہیں اور دھماکے سے پھٹ جاتی ہیں ان میں گھروں میں استعمال ہونے والی قدرتی گیس اور پٹرول شامل ہیں۔ یہ بھی اپنی مخصوص بو سے پہچانی جاتی ہیں اور جہاں یہ ہوں وہاں پر ننگے شعلے سے آگ لگ جاتی ہے۔

گلیوں سڑکوں محلوں اور ماحول کی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے اور جگہ جگہ تھوکنے سے پرہیز کیا جائے۔ اسی طرح کھانستے اور چھینکتے وقت رومال کا استعمال کرنے سے جراثیم کے پھیلنے کے امکانات گھٹ جاتے ہیں چنانچہ ایسا کرنا چاہئے۔

گند، سڑنے والی سبزیاں اور پھل، مردہ جانور وغیرہ جن سے تعفن پھیلتا ہے انہیں گڑھا کھود کر مٹی میں دفن کردیا جائے تو بہتر ہے۔

تمباکو نوشی کے خلاف ایک منظم تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔ چھوٹی عمر سے بچوں کو اس کے نقصانات بتائے جائیں اور عادی لوگوں کو تمباکو نوشی ترک کرنے میں مدد دی جائے۔ پبلک مقامات پر اس کو مکمل طور پر روک دیا جائے۔

گرد و غبار والے پیشوں سے بچا جائے اور اگر ایسا کام کرنا ناگزیر ہو تو پوری احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔

پہلی آئرش احمدی خاتون

آئرلینڈ میں اگرچہ جماعت کا باقاعدہ آغاز 1986ء میں اور مشن ہاؤس، جماعتی سنٹر کا قیام 1989ء میں ہوا ہے۔ لیکن اس سے قبل 1926ء میں ایک پہلی آئرش خاتون کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس خاتون کا نام کیتھلین تھا۔ موصوفہ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب کی دعوت الی اللہ سے احمدی ہوئیں اور 12 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کی اور کچھ عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے گھر بھی ٹھہریں۔ حضور نے ان کا نام حنیفہ بیگم رکھا۔ انہوں نے قرآن مجید حضرت پیر محمد منظور صاحب سے پڑھا۔ بعدازاں اس خاتون حنیفہ بیگم کی شادی سید عبدالرزاق شاہ صاحب مرحوم ابن ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی۔

آپ رشتہ میں حضرت سیدہ ام طاہر کی بھابی تھیں۔ حنیفہ بیگم صاحبہ گیارہ سال تک اپنے میاں کے ساتھ کینیا میں رہیں پھر ایک لمبا عرصہ قادیان میں گزارا۔ بعدازاں اپنے میاں کے ساتھ ہی احمد آباد سٹیٹ سندھ منتقل ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جب بھی احمد آباد سٹیٹ سندھ تشریف لے جاتے تو صبح کا ناشتہ انہی کے گھر تناول فرماتے بلکہ جب واپس جاتے تو پیغام بھیجتے کہ صبح ٹرین ٹاہلی سٹیشن پر رکے گی وہاں ناشتہ تیار ملنا چاہئے۔ آپ گرم گرم ناشتہ تیار کرکے سٹیشن بھیج دیتیں۔ جیسے ہی ٹرین پہنچتی۔ تیار ناشتہ مل جاتا۔ حضور بہت خوش ہوتے اور بہت شکریہ ادا کرتے۔

آپ احمد آباد سٹیٹ میں رہتے ہوئے ٹائیفائڈ سے بیمار ہوئیں اور آپ کا وہیں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

کیتھولک ہونے کی وجہ سے یہاں آئرلینڈ کے لوگ عیسائیت میں بہت سنجیدہ ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ آئرلینڈ میں کیتھولزم، ویٹی کن (Vatican City) (یعنی جہاں پوپ کا قیام ہے اور عیسائیت کا مرکز ہے) سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے حنیفہ بیگم مرحومہ کے علاوہ بعض اور سعید فطرت آئرش باشندے بھی احمدیت کے نور سے منور ہوئے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب نگران متخصصین تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے فرزند محترم مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب کی اولاد و نسل میں برکت بخشتے ہوئے مکرم مرزا جہاں زیب احمد بیگ صاحب ابن مکرم مرزا فاروق احمد بیگ صاحب اور محترمہ آمنہ وقار احمد بیگ صاحبہ کو پہلی بچی سے نوازا ہے۔ بچی کی ولادت مورخہ 25 ستمبر 2010ء کو لاہور میں ہوئی ہے اور اس کا نام مہر جہاں زیب تجویز ہوا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم نومولودہ کو صحت و تندرستی والی فعال زندگی عطا فرمائے۔ نیک، صالحہ، خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

نکاح

مکرم مغفور احمد قمر صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم حافظ منور احمد قمر صاحب مربی سلسلہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ فریحہ کنزہ صاحبہ بنت مکرم مشتاق احمد صاحب مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے مورخہ 18 نومبر 2010ء کو بیت المبارک ربوہ میں کیا۔ مکرم حافظ منور احمد صاحب محترم چوہدری مظفر احمد صاحب بنگالی کے پوتے ہیں۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم انور اقبال صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے ماموں مکرم محمد افضل منیر صاحب امیر پارک گوجرانوالہ مورخہ 14 اکتوبر 2010ء کو وفات پاگئے۔ نماز جنازہ اسی دن بعد نماز مغرب بیت مبارک ربوہ میں محترم مبشر احمد کاہلوں صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم طارق محمود صاحب نائب ناظر مال آمد نے دعا کروائی۔ مرحوم پیدائشی احمدی اور موصی تھے۔ آپ کے دادا محترم اللہ لوک صاحب نے حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مرحوم نہایت شفیق، متقی، پرہیزگار اور فدائی احمدی تھے۔ بچپن سے لے کر وفات تک ہمیشہ خدمت دین میں مصروف عمل رہے۔ مختلف جماعتی عہدوں پر آپ کی خدمات سلسلہ کا عرصہ تقریباً 50 سال پر محیط ہے۔ آپ قائد مجلس خدام الاحمدیہ (ترگڑی) ضلع گوجرانوالہ، قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ، ناظم انصاراللہ ضلع گوجرانوالہ، صدر جماعت حلقہ امیر پارک گوجرانوالہ اور سیکرٹری رشتہ ناطہ ضلع گوجرانوالہ کے عہدوں پر خدمت دین بجالاتے رہے۔ آپ کی شخصیت کے نمایاں پہلو خاکساری خوش اخلاقی، منکسر مزاجی، خداترسی اور خدمت خلق تھے۔ مرحوم کی عمر 72 سال تھی۔ آپ کے پسماندگان میں ایک بیوہ دو بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔ چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا شادی شدہ ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ٹائیفائیڈ ویکسینیشن کیمپ

مورخہ 28 دسمبر 2010ء کو صبح 10:00 بجے تا دوپہر 2:00 بجے آؤٹ ڈور گراؤنڈ فلور میں ٹائیفائیڈ بخار سے بچاؤ کی ویکسین رعایتی نرخوں پر لگائی جائے گی۔ یہ ویکسین/ ٹیکے تین سال تک ٹائیفائیڈ سے بچاؤ کی اہلیت رکھتے ہیں۔ بازار میں اس ویکسین/ ٹیکے کی قیمت -/450 روپے ہے جبکہ کیمپ میں اس کی رعایتی قیمت -/200 روپے ہے۔ یہ ویکسین دو سال سے کم عمر کے بچوں کو نہیں لگائی جاسکتی۔ احباب و خواتین سے درخواست ہے کہ اس ویکسین سے استفادہ کیلئے ہسپتال تشریف لائیں اور مزید معلومات کیلئے استقبالیہ سے رجوع فرمائیں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

اعلان داخلہ

سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی نے درجہ ذیل شعبہ جات میں داخلہ جات کا اعلان کیا ہے۔ ایم ایس الیکٹرونکس مع سپیشلائزیشن ٹیلی کمیونیکیشن، ایم ایس کمپیوٹر انجینئرنگ مع سپیشلائزیشن کمپیوٹر نیٹ ورکس، سوفٹ ویئر، ایم ایس سیول انجینئرنگ مع سٹرکچر انجینئرنگ، ایم ایس بائیو انجینئرنگ، ایم ایس میتھ

تعلیم کم از کم گریجوایشن ہو

مزید معلومات کیلئے درج ذیل ویب سائٹ www.ssuet.edu.pk وزٹ کریں۔

(نظارت تعلیم)

(بقیہ از صفحہ 1)

ان کا خاندان تجارت پیشہ ہے اور احمدی ہونے کی وجہ سے مردان میں مخالفین و معاندین کی نظر میں ہمیشہ کھٹکتا رہتا ہے اور ان کی طرف سے انہیں ہمیشہ مشکلات کا سامنا رہا ہے۔ لیکن ان کا پورا خاندان بڑی بہادری کے ساتھ ان مصائب کا سامنا کرتا چلا آرہا ہے۔ مرحوم کے چچا اور سسر مکرم شیخ محمود احمد صاحب اور ان کے سب بھائی مختلف اوقات میں 20 سے زائد مختلف جماعتی مقدمات کے حوالے سے اسیر راہ مولیٰ رہے ہیں۔ جبکہ مرحوم کے دو چچاؤں کو ایک جماعتی مقدمہ میں عدالت نے پانچ سال قید کی سزا سنائی تھی حالانکہ مذکورہ مقدمہ میں زیادہ سے زیادہ تین سال سزا تھی۔ اسی بناء پر بعد میں ہائی کورٹ نے انہیں بری کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے ایک چچا مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب مرحوم کو 1974ء میں انتظامیہ نے ضلع بدر کروایا تھا۔

مرحوم کے چچا اور سسر مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو ان کی وفات سے کچھ عرصہ قبل اغوا کیا گیا تھا اور 22 دن بعد 20 لاکھ روپے تاوان کے عوض رہائی عمل میں آئی تھی۔

اللہ تعالیٰ راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے اس بھائی کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

انٹرن شپ کے مواقع

پاکستان پروفیشنل پارٹنرشپ پروگرام برائے پبلک ایڈمنسٹریشن، دی یونائیٹڈ اسٹیٹ ایجوکیشنل فاؤنڈیشن ان پاکستان (USEFP) کو پاکستان سے درخواستیں مطلوب ہیں پبلک ایڈمنسٹریشن پروگرام کیلئے 75 کینڈیڈیٹ مطلوب ہیں۔ جو (UK) میں ایڈمنسٹریشن اینڈ ٹیکنیکس کی انٹرن شپ حاصل کرسکیں گے۔

شرائط: پاکستانی نیشنیلٹی ہولڈر ہو۔ تعلیم کم از کم گریجوایشن ہو۔ کم از کم پانچ سالہ تجربہ ہو پبلک ایڈمنسٹریشن میں۔ مزید معلومات کیلئے درج ذیل ویب سائٹ www.usefpakistan.org وزٹ کریں۔

(نظارت تعلیم)

درخواست دعا

مکرم رانا محمد ظفر اللہ خان صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم ملک الطاف احمد صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی ساہیوال شہر کو 10 دسمبر 2010ء کو دل کا حملہ ہوا۔ تین والوز بند تھے جن میں Stunt ڈال دیئے گئے ہیں۔ اب روبصحت ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

کوچے میں محشر مچانے چلا ہوں

دعا کے خزینے میں پانے چلا ہوں
مقامات اطہر پہ جانے چلا ہوں
جہاں نور بٹتا ہے ہر اک دوارے
وہاں دل سے ظلمت مٹانے چلا ہوں
گھیرا عدو نے ہے چاروں طرف سے
کوچے میں محشر مچانے چلا ہوں
نمازوں میں اب نہ رہے کوئی سُستی
میں غفلت کے پردے ہٹانے چلا ہوں
صبح و شام آیات کی ہو تلاوت
میں سوتے ہوؤں کو جگانے چلا ہوں
ہے عشق رسالت سے عشق الٰہی
یہ مژدہ سبھی کو سنانے چلا ہوں
وہ کدعہ کی وادی سے پھر نور پھوٹا
وہیں جا کے دھونی رمانے چلا ہوں
خدا نے ہے بخشا ہدایت کا ساغر
سُبو در سُبو میں لنڈھانے چلا ہوں
محبت ہے سب سے کسی سے نہ نفرت
یہ نعرہ میں ہر جا لگانے چلا ہوں
میں خادم ہوں حافظ، مسیح الزماں کا
یہ رستہ سبھی کو دکھانے چلا ہوں

ابن کریم

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ ناصرہ فردوس مبارک صاحبہ ترکہ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ)

مکرمہ ناصرہ فردوس مبارک صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ وفات پاچکی ہیں ان کے قطعہ نمبر 5/23 دارالیمن ربوہ برقبہ 1 کنال منتقل کردہ ہے۔ جملہ ورثاء میں سے مکرم مظفر احمد قمر صاحب، مکرمہ عابدہ مبارکہ صاحبہ اور مکرمہ ناصرہ فردوس مبارک صاحبہ کے حق میں دستبردار ہوچکے ہیں۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرم مبشر احمد ناصر صاحب (بیٹا)
2۔ مکرمہ ناصرہ فردوس مبارک صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرم مظفر احمد قمر صاحب (بیٹا)
4۔ مکرمہ عابدہ مبارکہ صاحبہ (بیٹی)
5۔ مکرم مدثر احمد بشارت صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کرکے ممنون فرمائیں

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

برائے نئی کنسٹرکشن

کیا آپ اپنے گھر دکان یا کسی بھی قسم کی تعمیرات کروانا چاہتے ہیں کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا گھر، کچن، دکان وغیرہ جدید طرز تعمیر کے مطابق محفوظ اور پائیدار ہو۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی نئی تعمیر آپ کے معیار اور پسند کے مطابق ہونی چاہئے۔ نیز ٹائل، ماربل کا کام بھی نفاست کے ساتھ کیا جاتا ہے

تو آپ ماہر تعمیرات ملک بلڈرز سے رابطہ کریں: 0300-8146229

نیا سال مبارک ہو

نئے سال کا کیلنڈر **مفت** حاصل کریں

NASIR ناصر

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

Ph:047-6212434-6211434

ربوہ میں طلوع وغروب 27۔ دسمبر	
طلوع فجر	5:38
طلوع آفتاب	7:05
زوال آفتاب	12:09
غروب آفتاب	5:14

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

اٹک پٹرولیم

احمدی بھائیوں کا اپنا پٹرول پمپ

سروس اسٹیشن کی سہولت پمپ کے اندر بھی موجود ہے

ڈسکاؤنٹ ریٹ کے ساتھ
کار فل سروس -/150
کار واش -/70

جنریٹر کی سہولت | نئی انتظامیہ کے ساتھ

احمد نگر نزد ربوہ۔ سرگودھا فیصل آباد روڈ رابطہ: 0321-7715564,0300-8403289

مردوں اور عورتوں کے تمام پوشیدہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ شفا خدا دیتا ہے۔

ناصر ہومیو کلینک اینڈ سٹور

کالج روڈ ربوہ بالمقابل جدید پریس ربوہ

0300-7713148

بااختیار ڈیلر ڈاؤلینس۔ پیل۔ حائر۔ LG۔ نوبل TV۔ سپر ایشیا۔ کیئر جنرل۔ انڈس

فریج۔ TV۔ مائیکرو ویو اوون۔ کوکنگ رینج۔ فل آٹومیٹک واشنگ مشین۔ ڈرائیر۔ کچن ہب۔ لاہور، فیصل آباد ریٹ پر حاصل کریں۔

نیو ربوہ الیکٹرونکس ریلوے روڈ ربوہ

047-6215934,6211661

ہر علاج ناکام ہو تو

بانی ہولز مو پیتھی ہومیو ڈاکٹر سجاد سے

ہولز مک ہومیو پیتھی علاج کیلئے

0334-6372030/047-6214226

نوزائیدہ بچوں کا یرقان اور خواتین کے امراض

الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز

ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔ اے

عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ (گلی عامر کلر لیب) 0344-7801578

Every piece a masterpiece

Ar-Raheem Jewellers - a name synonymous with fine jewellery in terms of design, innovation, exceptional creativity and extraordinary productive skills.

We are always inclined to create hand-crafted masterpiece jewellery that is unique and different. We bring you designs those are perfect to the minute details by the exteremly skilled craftmen.

This new masterpiece, conceived from Mughal era art, is one example of our craftmanship, creativity and innovation.

Be sure that we understand your taste, quality conciousness and individual style.

ARJ

Ar-Raheem Jewellers

Ar-Raheem Jewellers
Khurshid Market, Hyderi,
Karachi-74700.

New Ar-Raheem Jewellers
1st Floor, Bhayani Chambers, Khurshid
Market, Hyderi, Karachi-74700

Ar-Raheem Seven Star Jewellers
Mehran Shopping Centre, Kehkashan,
Block-8, Clifton, Karachi.

سپر برگر ہاؤس

آپ کی خدمت میں پیش پیش

اقصیٰ روڈ کے بعد ساہیوال روڈ پر، گزشتہ سال سے نئی برانچ کا آغاز

وسیع سرسبز لان، خواتین کیلئے پردہ کا انتظام
برگر، شامی کباب، آئسکریم، فالودہ، بوتلیں

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کیلئے مال آرڈر پر تیار کروائیں۔

ساہیوال روڈ نزد شیزان ایجنسی

Dawlance Exclusive Dealer

فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، مائیکرو ویو اوون، واشنگ مشین، ٹی وی، ڈی وی ڈی جیسکو جنریٹرز استریاں، جوسر بلینڈر، ٹوسٹر سینڈوچ، بیکرز، یو پی ایس سٹیبلائزر ایل سی ڈی، ویٹ مشین، ان سیکٹ کلر لائٹ انرجی سیور ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں۔

گوہر الیکٹرونکس گولبازار ربوہ

047-6214458

FD-10